بانجھ کمہارن

ام ثمامہ

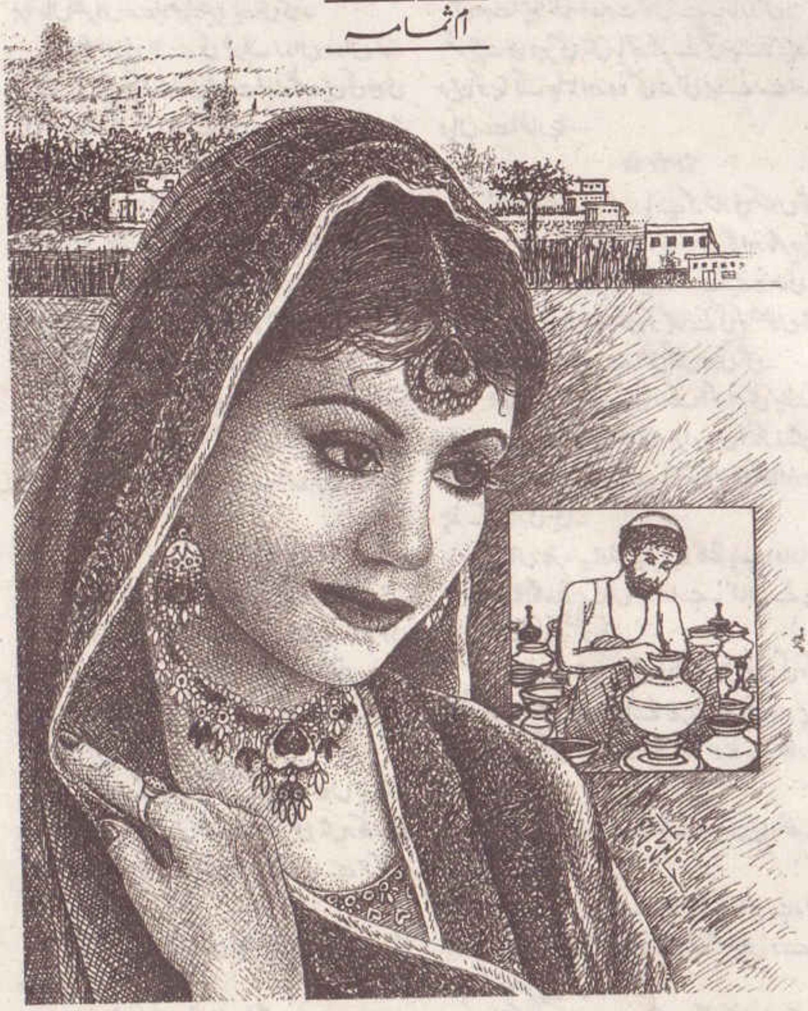

سرسبز کھیتوں کے بیچ بنی پگڈنڈی پر اُڑنے والی گرد نے کنارے سے لگے سفیدے کے لمبے، لمبے درختوں کے کان میں سرگوشی کی...... کہ کوئی آرہا ہے......اور تھوڑی دیر میں گھوڑے کے پیروں کی مخصوص ٹک، ٹک ایک تانگے کے روپ میں پگڈنڈی پر نمودار ہوئی۔

آگے ایک بوڑھا کوچوان باگیں ہاتھ میں تھامے اطمینان سے بیٹھا تھا، سارے رستے اس کے دیکھے

بھالے تھے اور یہ اس کا روز کا معمول تھا، پیچھے ایک لڑکی چادر کی بکل مارے بیٹھی تھی اور اس کے ہاتھوں میں کچھ کتابیں تھیں، ساتھ ایک بوڑھی عورت بیٹھی محتاط اور ہراساں نظروں سے اِدھر اُدھر دیکھ رہی تھی۔

تانگا لاری اڈے کی طرف رواں دواں تھا، تانگے کے پیچھے بیٹھی بوڑھی عورت کمہار علم دین کی بیوی تھی اور چادر کی بکل مارے کتابوں کو سینے سے لگائے سنبھالے بیٹھی لڑکی کمہار علم دین کی اکلوتی بیٹی ہیر تھی جو گاؤں سے دس جماعتیں پڑھنے کے بعد اب شہر میں بنے کالج پڑھنے جاتی تھی۔ روز جب مولوی بانگ دیتا علم دین ان دونوں ماں، بیٹی کو روانہ کر دیتا اور خود اپنے کام میں جت جاتا، سارے پنڈ کی مخالفت مول لے کر وہ اپنی (بیٹی) دھی کو پڑھا رہا تھا۔

علم دین پنڈ کا اکلوتا کمہار تھا، وہ پیدائشی نابینا تھا مگر اس جیسے مٹی کے برتن آس پاس کے گاؤں میں بھی کوئی نہیں بنا سکتا تھا، گاؤں والے اس کی بڑی قدر کرتے تھے۔

☆☆☆

"ابا تو دیکھے بغیر اتنے اچھے برتن کیسے بنا لیتا ہے؟"

"دھی رانی! جب رب سوہنا بندے سے کوئی ایک نعمت لیتا ہے تو بدلے میں اسے کئی اور نعمتیں دے دیتا ہے۔ میرے من کی آنکھیں مجھ سے یہ سب کروا لیتی ہیں۔"

"ابا مٹی کے برتن کو آگ پر پکاتے کیوں ہیں؟" ہیر پیالوں اور مٹیوں کو اٹھا، اٹھا کر بھٹی میں رکھ رہی تھی۔ اور علم دین کے ہاتھ اور پیر تیزی سے حرکت کر رہے تھے۔

"دھی رانی تاکہ مٹی کا کچا برتن تپ کر پکا ہو جائے۔"

"پر ابا ٹوٹ تو وہ فیر (پھر) بھی جاتے ہیں؟"

"اچھا اب تو میرا دماغ مت کھا جا کر پڑھائی کر۔" علم دین کو پتا تھا کہ اس کے سوال کبھی ختم نہیں ہونے تھے۔

جب اس کا ابا مٹی میں پانی ملا کر اسے گوندھتا ایسے کجاوے (چاک) پر لگاتا اور گول، گول پہیا گھما کر چند منٹوں میں ایک پیالہ یا مٹکی تیار کر لیتا تو اسے یہ سارا عمل بہت اچھا لگتا، وہ بہت شوق سے یہ سارا عمل دیکھتی مگر جیسے ہی ہیر مٹی میں ہاتھ بھرنے لگتی جانے کیسے علم دین کو پتا لگ جاتا اور وہ کسی نہ کسی بہانے سے اسے وہاں سے اٹھا دیتا......

☆☆☆

"اماں میں نے کہہ دیا ہے کہ شادی کروں گا تو ہیر سے ورنہ ساری عمر کنوارا بیٹھا رہوں گا اور پھر دیکھتا ہوں تیرے اکلوتے پتر کی نسل کو تو آگے کیسے بڑھاتی ہے۔" وہ کتنے دن سے ماں اور بہن کو سمجھانے کی کوششوں میں لگا ہوا تھا مگر وہ کسی صورت راضی نہیں ہوتی تھی۔

اور مان بھی کیسے جاتی، ملک اکرام علی پنڈ کے وڈے چوہدری کا اکلوتا بیٹا تھا، ہزاروں ایکڑ زمین کا اکلوتا وارث، جوان، خوب صورت، شہر کا پڑھا لکھا اور ہیر پنڈ کے کمہار کی بیٹی۔

"ناں پتر، یہ جوڑ کیسے بنے گا۔ تو باپ، دادا کی عزت کو وٹا لگانے پر کیوں تلا ہوا ہے۔" اماں نے پیار سے سمجھانے کی کوشش کی۔

"بھابی جی اس چڑیل کی تو میں خبر لوں گی، کل بلاتی ہوں اسے حویلی، جانے میرے سوہنے ویر پر کیا جادو کیا ہے پچھل پیری نہ ہو تو......" رجو نے حقارت سے کہا۔

"خبردار کسی نے اسے ایک اکھر بھی کہا، مجھ سے برا کوئی نہیں ہوگا۔"

"ہائے اماں ابھی سے اس کا یہ عالم ہے، اس دو ٹکے کی کمہارن کے پیچھے بہن کو دھمکیاں دے رہا ہے۔" وہ سر پیٹنے لگی۔

"کیڑے پڑیں اس کے اگلے پچھلوں کے۔" رجو تو باقاعدہ بین کرنے لگی تھی۔

"تو، تو چپ کر مجھے بات کر لینے دے اپنے پتر سے، وہ سمجھ جائے گا۔" اماں نے سر پر ہاتھ رکھتے

ہوئے کہا۔

''پتر ساری برادری ہم پر تھو، تھو کرے گی، وہ کم ذات اور ہم ملک چوہدری پنڈ کے مالک۔''

''اماں ایسا کچھ نہیں ہے، سب سے بڑی ذات اللہ کی ہے، سب انسان برابر ہیں۔ ہیر خوب صورت ہے، پڑھی لکھی ہے اور مجھے دنیا کی کوئی پروا نہیں ہے۔'' ملک اکرام کا لہجہ اٹل تھا۔

''اس عمر میں جنے چونڈے میں خاک ڈلوائے گا جانے کون سے تعویذ گھول کر پلائے ہیں جادوگرنی نے۔ ایسی کڑیاں ویاہ کے قابل نہیں ہوتیں جو یاریاں لگاتی پھرتی ہیں۔''

''اماں تو جو دل میں آئے بولے جاتی ہے اس کے تو فرشتوں کو بھی خبر نہیں ہے۔ میں نے ایسے شہر آتے جاتے دیکھا ہے بس جانے دل کو کیا ہوا کہ بس اس کا ہو کر رہ گیا۔'' ملک اکرام خیالوں میں اس کچی پگڈنڈی پر جا کھڑا ہوا۔

''بے حیا ماں بہن کے سامنے کیسے بکواس کر رہا ہے۔ بلواتی ہوں شام کو مولوی صاحب کو سارا پیار کا بھوت اتار دیں گے۔'' اماں نے آنکھیں نکالیں تو وہ کھسیانا ہو کر باہر کی طرف نکل گیا مگر یہ تو وہ طے کر چکا تھا کہ شادی کرے گا تو صرف اور صرف علم دین کمہار کی بیٹی ہیر سے اور اسے پتا تھا کہ اماں اور رجو تھوڑے دن شور شرابا کریں گی مگر ہونا وہی تھا جو ملک اکرام علی چاہتا آخر مرد تھا اور کل مختار بھی......

☆☆☆

کل شام سے علم دین کمہار کے گھر میں حیرانی نے اپنے ڈیرے ڈالے ہوئے تھے۔ وڈی چوہدرائن کل ملک اکرام علی کا رشتہ ڈال گئی تھی، وہ دونوں میاں، بیوی تو کچھ بول ہی نہیں پائے تھے جانے خوشی کے مارے یا پریشانی کے......رات سے چارپائی پر مٹھائی کے ٹوکرے، فروٹ، کپڑے سب کچھ ایسا کا ایسا ہی دھرا تھا۔ مگر ملک اکرام کے جاتے ہی ہیر نے سب سے پہلے اعتراض کیا تھا۔

''ابا ہمارا اور ان کا کیا جوڑ؟''

''جوڑ تو رب سوہنا ملاتا ہے دھی رانی ہماری کیا اوقات......''

''پر ابا آسمان کے چاند اور زمین کی دھول کا کیا مقابلہ......'' ہیر کا دماغ اس بے جوڑ رشتے پر راضی نہیں ہو پا رہا تھا۔

شہر آتے جاتے اس نے محسوس کیا تھا کہ ایک کالی بڑی سی گاڑی اکثر اس پگڈنڈی پر کھڑی ہوتی تھی اور دو آنکھیں اسے اپنے وجود پر محسوس ہوا کرتی تھیں۔

''پر ہیر کے ابا ذرا سوچ......وہ صحیح کہہ رہی ہے۔''

''یہ صرف اور صرف ملک جی ہی کی خواہش ہے۔'' علم دین نے کہا۔

''ملک جی بہت اچھے ہیں نذیراں، مالکوں کے مزاج سے بہت الگ، پڑھے لکھے سمجھدار ہر کسی کی عزت کرنے والے اپنی ہیر ان کے ساتھ خوش رہے گی۔'' علم دین شاید رات سونے سے پہلے فیصلہ کر چکا تھا۔

''اور پھر گھر آئی عزت اور اتنے مان کو ٹھکرانا ناشکری ہوتی ہے اور میں یہ ناشکری نہیں کروں گا اور ہماری ہیر اتنی اچھی اور پیاری ہے کہ جلدی وڈی مالکن اور رجو بٹی کا دل جیت لے گی اور پھر جیسے ہی پوتا یا پوتی آئے وڈی چوہدرائن سب بھول جائے گی اور زندگی ہیر نے ملک جی کے ساتھ گزارنی ہے، رجو آج ہے کل بیاہی جائے گی تو غم نہ کر بس اللہ کا نام لے کر ہاں کر دیتے ہیں۔''

☆☆☆

شادی کے دن نزدیک آ رہے تھے اور ہیر کا دل الجھتا جا رہا تھا جانے ملک اکرام علی کس مزاج کا انسان ہو اس نے ملکوں کے بارے میں بڑی الٹی سیدھی باتیں سن رکھی تھیں اور پھر وہ جوان تھا خوب صورت اور امیر بھی...... جو سنتا منہ میں انگلی دبا لیتا کہ ملک اکرام اور ہیر کی شادی؟ کبھی اسے غصہ آتا کبھی اپنی قسمت پر رشک......اس کی سہیلی پینو اسے پل، پل کی خبر دیتی کہ کیسے ملک اکرام نے اس کے لیے ایک ایک چیز شہر

سے خود خریدی ہے، کیسے وہ حویلی کو دلہن کی طرح سجوار ہا ہے، کیسے وہ ہیر کے انتظار میں دن گن رہا ہے۔

پینو کی ماں حویلی میں کام کرتی تھی اور آج کل شادی کی تیاریوں کے چکر میں وہ پینو کو بھی ساتھ لے جاتی تھی۔

''ابا، عورت اور مرد میں سے کون مٹی ہوتا ہے اور کون کمہار......؟'' ہیر آج کل علم دین سے عجیب، عجیب سوال کرتی اور علم دین ہر ممکن طریقے سے اسے ہر بات سمجھاتا جاتا۔

''پتر مرد کمہار ہوتا ہے اور عورت مٹی......''

''ابا، عورت کمہار کیوں نہیں بن سکتی، اس کے لیکھ میں مٹی ہونا ہی کیوں لکھا ہے؟'' وہ باپ سے جرح کرتی۔

''ناں پتر ایسی گل نہ کر، ایسا نہ ہو تو چنگا...... تجھے پتا ہے من کا پیالہ محبت کی بھٹی میں چاہے کتنا ہی تپالو مگر جب وہ مرد کی بے وفائی اور بے اعتباری کے ہاتھوں چھن کر کے ٹوٹتا ہے تو عورت کمہار بن جاتی ہے۔''

''اور اپنی من مرضی کرنے والی؟''

''پھر تو اس گھڑی تمام عمر کا حاکم مرد مٹی ہو جاتا ہے۔''

''یعنی ابا عورت کمہار بن کر بھی گھاٹے میں رہتی ہے اس کے لیے مرد کی بے وفائی، بے اعتباری کے بھانڈے آجاتے ہیں۔''

''چل اٹھ یہاں سے، کیسی پاگلوں والی گل کی تو نے اچھا، اچھا سوچا کر دھی رانی رب سب خیر کرے گا۔''

آنسو ٹپ ٹپ ہیر کی آنکھوں سے بہہ کر کچی مٹی میں گھلنے لگے اور علم دین کو ہمیشہ کی طرح پتا چل گیا تھا۔

☆☆☆

حویلی کو دلہن کی طرح رنگ برنگی بتیوں سے سجایا ہوا تھا ہر طرف شادیانے بج رہے تھے، پینو نے ہیر کو تیار کر دیا تھا۔ ایک تو وہ خود بہت خوب صورت تھی، دوسرا ملک اکرام شہر سے اتنا پیارا جوڑا، زیور اور میک اپ کا سامان خرید کر لایا تھا کہ آج تو جو بھی دیکھتا ملک اکرام کی قسمت پر رشک کرتا۔

کب مولوی نے آکر اس سے اقرار کروایا، نکاح نامے پر دستخط ہوئے، کب وہ ابا اور اماں کو روتا بلکتا چھوڑ ملک اکرام کے ساتھ وڈی گاڑی میں بیٹھ کر اس کی حویلی آئی اور کب خوابوں اور اس کی سوچوں سے بھی بڑھ کر خوب صورت کمرے میں اسے لا کر بٹھا دیا گیا اسے کچھ پتا نہیں چلا، ہیر کا دماغ بالکل سن ہو رہا تھا۔

اس سارے وقت میں ابھی تک وڈی چوہدرائن اور رجو اس کے پاس نہیں آئی تھیں......

وہ سہمی، سہمی نظروں سے کمرے کی آرائش کا جائزہ لے رہی تھی۔ سارے کمرے کو اصلی گلاب کے پھولوں سے سجایا گیا تھا۔ پردے قالین، فرنیچر ایک، ایک چیز وہ زندگی میں پہلی بار حقیقت میں دیکھ رہی تھی۔ سارے کمرے میں گلاب کے پھولوں اور رائل میرج کی ملی جلی خوشبو چکراتی پھر رہی تھی شاید ملک اکرام اسی کمرے میں تیار ہوا تھا...... ملک اکرام کی ہلکی سی شبیہ آنکھوں میں تھی کیونکہ شہر آتے جاتے کبھی اس نے اِدھر اُدھر توجہ نہیں دی تھی ہاں ایک بار جب رجو کی منگنی اپنے ماموں زاد سے ہوئی تھی تو وہ پینو کے ساتھ حویلی گئی تھی وہاں ملک اکرام اِدھر اُدھر سب کام کرواتا پھر رہا تھا۔

''آؤ اماں آؤ......'' کمرے کا دروازہ کھلا اور ملک اکرام کی بھاری آواز نے ہیر کی سوچوں کی پُرسکون جھیل میں ارتعاش پیدا کیا۔

وہ سانس روک کر بیٹھ گئی گھونگٹ پڑا چہرہ گھٹنوں کے اندر دے لیا۔

''ہیر، اماں تم سے ملنے آئی ہیں، رات سے ان کی طبیعت کچھ خراب تھی اور رجو بھی اماں کے پاس ہی تھی، اس لیے تم سے مل نہیں سکی۔'' ملک اکرام کی آواز ایک بار پھر کمرے میں گونجی۔

''سلام وڈی بی بی......'' اس نے گھبرا کر سلام کیا۔

''اے لے کڑیے...... میرا پتر تے سارا دا سارا لے لیا...... حسن ہور کی لوڑ اے پر فیر بھی ہم نے اپنی شان اور ریت کے مطابق منہ دکھائی تو دینی ہے، یہ سیٹ

بڑے ارمانوں سے اکرام دی ووہٹی لئی (لیے) بنوایا سی اب تو رکھ لے......'' پھر وہ بیٹے کی طرف مڑی۔

''اکرام میرے سر وچ پیڑ ھ...(درد) ہو رہا ہے مجھے کمرے تک چھوڑ آ......'' وڈی ملکانی بیٹے کے ساتھ کمرے سے جا چکی تھی پاس رکھا سرخ مخمل کا ایک ڈبا ہیر کو اس بات کا احساس دلانے کے لیے کافی تھا کہ وہ من پسند بہو کا رتبہ شاید کبھی نہ حاصل کر سکے۔

کمرے کا دروازہ کھلنے اور بند ہونے کی آواز نے ایک بار پھر ہیر کے سارے احساسات کو الرٹ کر دیا۔

ملک اکرام نے پیروں سے کھسے اتارے۔ اسے اس کے پیر ہی نظر آئے تھے صاف شفاف۔

''ہیر تم آرام سے ریلیکس ہو کر بیٹھو، صبح سے ایسے بیٹھے بیٹھے اکڑ گئی ہو گی۔'' ملک اکرام نے اس کا گھونگٹ اٹھا کر نرم لہجے میں کہا۔

وہ شرم سے دُہری ہوئی جا رہی تھی پلکیں جیسے من من بھر کی ہو گئی تھیں۔ ملک اکرام کا یک ٹک محبت بھری نگاہوں سے دیکھے جانا اسے کنفیوز کر رہا تھا۔

''ہیر تم تو میرے تصور اور خیال سے بھی بڑھ کر کہیں زیادہ پیاری ہو۔'' ملک اکرام نے اس کا ہاتھ تھام کر جیب سے دو جڑاؤ کنگن نکالے اور دھیرے سے اس کی کلائی میں پہنا دیے۔

اسے اپنی دھڑکنیں بے قابو ہوتی محسوس ہوئیں اور دل جانے کس رفتار......سے دھڑکنے لگا۔

''ہیر اماں اور رجو کے رویے کا برا مت ماننا دراصل میں ان کا اکلوتا پتر اور ویر ہوں ناں اس لیے یہ ساجھے داری برداشت نہیں کر پا رہی ہیں مگر دھیرے، دھیرے سب ٹھیک ہو جائے گا بلکہ ہم مل کر کر لیں گے۔ اور رہی میری بات تو میں بس اتنا کہوں گا کہ زندگی کے کسی مقام پر میں تمہارا ساتھ نہیں چھوڑوں گا، تمہارا یقین نہیں توڑوں گا......تم بھی تو کچھ کہو ہیر، میں تمہاری آواز سننا چاہتا ہوں، یہ محسوس کرنا چاہتا ہوں کہ میں نے جسے چاہا اسے پا لیا۔''

''ملک جی وہ......'' اس کے منہ سے بس اتنا ہی نکل سکا۔

''تم مجھے اکرام کہہ سکتی ہو، میں روایتی مردوں کی طرح نہیں ہوں ہمارے درمیان ہمیشہ دوستی کا رشتہ رہے گا۔''

ہیر کو اپنی قسمت پر رشک آنے لگا۔ علم دین کمہار کا فیصلہ غلط ثابت نہیں ہوا تھا۔ ملک اکرام اسے رستے میں دیکھنے اور اپنی دیوانگی کا حصہ سنا رہا تھا اور یہ سب سنتے، سنتے وہ کب ملک اکرام کے کندھے سے سر ٹکائے سو گئی اسے پتا ہی نہیں چلا۔ صبح دروازہ زور، زور سے دھڑ دھڑانے پر اس کی آنکھ کھلی۔

ملک جی بستر پر نہیں تھے باتھ روم سے پانی گرنے کی آواز آ رہی تھی۔ دروازہ ایک بار پھر پورے زور شور سے بجایا گیا......ہیر کو سمجھ نہیں آ رہا تھا وہ کیا کرے وہ رات جانے کس پہر ملک اکرام کی باتیں سنتے، سنتے سو گئی اور اب......

دروازہ تیسری بار اس قدر زور سے بجایا گیا کہ اب نہ کھلتا تو توڑ دیا جاتا، وہ دھیرے قدموں سے اٹھی چوڑیاں، پائل ہر چیز کی جھنکار کمرے میں پھیل گئی۔

اس نے ایک طرف ہو کر مہندی لگے ہاتھوں سے کنڈی کھول دی۔

''مہارانی سوئی ہوئی تھی کہ مر گئی تھی، ہاتھ دکھ گئے دروازہ بجاتے، بجاتے۔'' رجو نے کھا جانے والی مشکوک نظروں سے پہلے ہیر اور پھر کمرے کے اندر دیکھتے ہوئے کہا۔

''وہ جی میں......'' دلہن کا سجا سجایا روپ اسے شرمندہ کر رہا تھا۔

''اماں کہہ رہی ہیں کہ باہر آ جاؤ، برادری کی کچھ عورتیں تمہیں دیکھنے آئی ہوئی ہیں اور باتیں بنا رہی ہیں کہ سورج سر پر آن پہنچا ہے اور تمہاری نو ابھی تک کمرے سے باہر نہیں نکلی...... پر اماں نے بھی صاف بتا دیا کہ اس کمہارن کو بڑے لوگوں کے طور طریقوں کا کیا پتا......'' اس نے دانت نکالے۔

''اچھا میں سب کو جا کر بتاتی ہوں کہ اس نے تو ابھی تک رات والے ہی کپڑے نہیں بدلے۔''

ملک اکرام کی محبت بھری سحر انگیز باتوں کا فسوں چھن سے ٹوٹا اور ہیر آنکھوں میں آنسو سموئے خالی راہداری کو دیکھنے لگی۔

''ارے تم کب اٹھیں ہیر......؟'' ملک اکرام باتھ روم سے نکل آیا تھا۔

اس نے جلدی سے ہتھیلی کی پشت سے آنکھوں کو رگڑا۔

''ارے بیگم صاحبہ رات تو آپ قصۂ محبت سنتے، سنتے ہی سو گئیں محبت کا کوئی عملی نمونہ دکھانے کا موقع ہی نہیں دیا آپ نے۔'' وہ شرارت سے اس کے قریب ہوا۔

''خیر آپ فریش ہو جائیں پھر ہم باہر چلتے ہیں' مجھے بیٹھک میں جانا ہوگا سب مہمان ویسے تک تو گھر پر ہی ہیں۔''

ملک اکرام نے شیشے کے آگے کھڑے ہو کر بال بناتے ہوئے ہیر سے کہا اور رائل میرج کی بوتل اٹھالی سارا کمرا ایک مخصوص مہک سے بھر گیا۔ وہ باتھ روم کی طرف جانے لگی تو اکرام نے اس کا ہاتھ تھام کر اسے اپنے بہت قریب کر لیا۔

پلکیں خود بخود بوجھل ہونے لگیں۔

گرم سانسوں کی تپش اور رائل میرج کی مہک ہیر کے حواسوں پر چھانے لگی۔

''ارے بیگم صاحبہ کیا بات ہے، آپ اتنی پریشان کیوں ہو رہی ہیں مجھے تو آپ کو یہ بتانا تھا کہ یو آر سو بیوٹی فل اینڈ آئی رئیلی لو یو......'' ملک اکرام نے بانہوں کے گھیرے کو ڈھیلا کرتے ہوئے مسکراتے ہوئے کہا تو ہیر کی سانس میں سانس آئی۔ اس نے شیشے میں واسکٹ صحیح کرتے ملک اکرام کے عکس کو پہلی بار غور سے دیکھا۔ لمبا چوڑا قد، گورا چٹا رنگ تھوڑے گھنگریالے بال، شربتی آنکھیں۔

''ارے بیگم صاحبہ میں یہاں بیٹھ جاتا ہوں آپ آرام سے مجھے دیکھ لیں۔'' وہ ایک بار پھر سامنے موجود تھا۔

''نہیں تو بس میں تو یونہی......'' وہ شرمائی مگر چوری پکڑی جا چکی تھی، وہ مسکراتے ہوئے باتھ روم کی طرف چل دی اور ملک اکرام کمرے سے باہر نکل گیا۔

☆☆☆

گرمیوں کی گرم اور بوجھل سی دھوپ بھری دوپہر نے ساری حویلی کو جھلسایا ہوا تھا۔ ہیر موڑھے پر بیٹھی ملک اکرام کا انتظار کر رہی تھی کام والیاں اِدھر اُدھر اپنا کام کرتی پھر رہی تھیں...... جانے کیوں دل بار، بار بھر رہا تھا آنسو تھوڑی، تھوڑی دیر بعد گالوں سے پھسل آتے تھے، اسے ابا کی یاد آ رہی تھی وہ اس سے ڈھیروں باتیں کرنا چاہ رہی تھی مگر اماں جی کا حکم تھا کہ جب وہ گھر نہ ہوں تو وہ کہیں نہیں جائے گی۔

پچھلے سال ماں بھی فوت ہو گئی تھی ابا اکیلا رہ گیا تھا۔ اس لیے وہ ہر تیسرے چوتھے دن اس سے ملنے چلی جاتی تھی ملک جی نے اسے کبھی نہیں روکا تھا۔

''السلام علیکم بیگم صاحبہ......کن خیالوں میں کھوئی ہوئی ہیں کہ ہمارے آنے کی خبر بھی نہیں ہوئی۔'' ملک اکرام کی بھاری آواز نے اسے سوچوں کے گرداب سے باہر لا کھڑا کیا۔

''وعلیکم اسلام......آپ کب آئے؟ آپ فریش ہو جائیں میں کھانا لگواتی ہوں۔''

''ارے تم اماں کے ساتھ نہیں گئیں رجو کے سسرال والے کیا کہیں گے ایک ہی بھر جائی ہے وہ بھی نہیں آئی۔''

''جی بس میری طبیعت کچھ ٹھیک نہیں تھی۔''

''چلو پھر تم آرام کرو، کھانا تو میں نے ڈیرے پر ہی کھا لیا تھا میں تو بس یونہی کچھ کاغذات لینے گھر آیا تھا مجھے تو لگا تم اور اماں صبح سویرے ہی چلی گئی ہو، ڈرائیور تو سویرے ہی گاڑی لے آیا تھا۔''

کل ہی دوسرے پنڈ سے نانن رجو کے امید سے ہونے کی خوشخبری اور مٹھائی لائی تھی اور گود بھرائی کا بلاوا

دے گئی تھی۔

ہیر کو سن کر بڑی خوشی ہوئی پچھلے سال تو رجو کا بیاہ کیا تھا ساتھ والے پنڈ کے ملکوں کے گھر اور خیر سے اب خوشی کی خبر بھی تھی......

''اماں جی میں اپنا وہ لال والا سوٹ پہن کر جاؤں گی جو ملک جی پچھلے ہفتے شہر سے لائے تھے۔'' ہیر نے چوڑیوں سے کھیلتے ہوئے خوشی سے کہا۔

''ناں تجھے کس نے کہا ہے کہ تو میرے ساتھ جائے گی...... میری دھی کی پہلی خوشی ہے اور میں تجھ بانجھ کا سایہ بھی اس پر پڑنے دوں، میرا متھا پھرا ہے۔'' وہ بے دردی سے بولی۔

''خالی اور سونا ویڑا دیکھ کر میرے کلیجے پر ہتھ پڑتا ہے پر جانے کون سے تعویذ گھلے ہیں میرے پتر پر اسے کچھ معلوم ہی نہیں ہوتا۔'' چوڑیوں سے کھیلتا ہاتھ ایک دم رکا اور وہ ہونٹ کاٹتی آنسو چھپاتی کمرے کی طرف چلی گی۔

ملک اکرام کی بے پناہ محبتوں کی وجہ سے وہ اکثر یہ بات بھول جاتی تھی کہ اس کی شادی کو چار سال ہونے والے تھے اور وہ ابھی تک اولاد کی نعمت سے محروم تھے۔ شادی کے دو سال بعد اس نے بہت اصرار کر کے شہر کی وڈی ڈاکٹرنی کو دکھایا بھی تھا اپنے اور ملک اکرام کے سارے ٹیسٹ کروائے اور پھر جس دن ملک جی رپورٹ لینے گئے اسے لگا کہ وقت رک سا گیا ہے گھڑی کی سوئیاں آگے بڑھنے کو راضی ہی نہیں تھیں گھڑی کو دیکھتے، دیکھتے آنکھیں دکھنے لگی تھیں۔

شام تک ملک جی کی واپسی ہوئی اور جیسے ہی وہ کمرے میں داخل ہوئے ہیر لپک کر ان کی طرف بڑھی۔

''کیا رپورٹ آئی ملک جی......؟'' چہرے پر تھکن کے آثار تھے۔

''ارے نہ سلام نہ دعا، نہ روٹی، پانی یہ کیا بات ہوئی بیگم صاحبہ۔'' وہ پھیکی سی مسکراہٹ سے مسکرایا۔

''پلیز آپ بتادیں ڈاکٹر نے کیا کہا، کہاں ہے رپورٹ؟''

دنیا کے کسی بھی گوشے میں اور ملک بھر میں،

گھر بیٹھے

رسالے حاصل کیجیے

جاسوسی ڈائجسٹ، سسپنس ڈائجسٹ

ماہنامہ پاکیزہ، ماہنامہ سرگزشت

باقاعدگی سے ہر ماہ حاصل کریں اپنے دروازے پر

ایک رسالے کے لیے 12 ماہ کا زرسالانہ

(بشمول رجسٹرڈ ڈاک خرچ)

پاکستان کے کسی بھی شہر یا گاؤں کے لیے 800 روپے

امریکا کینیڈا آسٹریلیا اور نیوزی لینڈ کے لیے 9,000 روپے

بقیہ ممالک کے لیے 8,000 روپے

آپ ایک وقت میں کئی سال کے لیے ایک سے زائد رسائل کے خریدار بن سکتے ہیں۔ رقم اسی حساب سے ارسال کریں۔ ہم فوراً آپ کے دیے ہوئے پتے پر رجسٹرڈ ڈاک سے رسائل بھیجنا شروع کر دیں گے۔

یہ آپ کی طرف سے اپنے پیاروں کے لیے بہترین تحفہ بھی ہو سکتا ہے

بیرونِ ملک سے قارئین صرف ویسٹرن یونین یا منی گرام کے ذریعے رقم ارسال کریں۔ کسی اور ذریعے سے رقم بھیجنے پر بھاری بینک فیس عائد ہوتی ہے۔ اس سے گریز فرمائیں۔

رابطہ: ثمر عباس (فون نمبر: 0301-2454188)

جاسوسی ڈائجسٹ پبلی کیشنز

C-63 فیز II ایکسٹینشن ڈیفنس ہاؤسنگ اتھارٹی مین کورنگی روڈ، کراچی

فون: 021-35895313 فیکس: 021-35802551

''اماں جانے اس جادو گرنی نے بھرا پر کیا تعویذ کروائے ہوئے ہیں سات سال بعد بھی بھرا اس کے آگے پیچھے پھرتا ہے...... میرے ویاہ کو تو ہوئے ہی دو سال اور دو بار امید سے بھی ہوئی مگر میری سنتا کون ہے۔''

ماں بیٹی کا سارا غصہ ہیر بچاری پر نشتر زنی کرتے اتر رہا تھا...... وہ پھر سے زارو قطار رونے لگی۔

تھکے اور دبے پاؤں سے وہ پانی کا گلاس لے کر رجو کی طرف بڑھی جو بڑی نخوت سے لے کر پی لیا گیا۔

''جا اندر دفعہ ہو جا، اپنا منحوس سایہ تو نے میری معصوم بچی پر بھی ڈال دیا اب اور کیا کرے گی۔''

رجو کے رویے کے باوجود بھی اس نے کبھی اس کے لیے بد دعا نہیں کی تھی۔ بلکہ وہ امید سے ہوئی تو اسے بڑی خوشی ہوئی تھی کہ چلو جب، جب رجو آئے گی حویلی میں رونق ہو جایا کرے گی...... ہیر بوجھل دل کے ساتھ اندر کمرے میں آ گئی...... چوٹی کے بل یونہی کھلے پڑے تھے وہ ہلکے ہاتھوں سے ان میں بل ڈالنے لگی۔ ملک جی آنے والے تھے اور ان کے آنے سے پہلے اس نے اپنے موڈ کو نارمل کرنا تھا اس نے اماں اور رجو کی کوئی بات کبھی ملک اکرام کو نہیں بتائی تھی اس لیے وہ سمجھتا تھا کہ اس کی طرح گھر میں بھی اس مسئلے پر ہیر کو کوئی کچھ نہیں کہتا تھا۔

☆☆☆

''ہیر میں نے تیری محبت میں بڑا انتظار کیا...... مگر اب اور انتظار نہیں کر سکتا...... میری ہزاروں ایکڑ زمین، باپ دادا کا نام سب ختم ہو جائے گا۔ اس لیے میں نے طے کیا ہے۔''

''پر ملک جی......'' ہیر نے تڑپ کر ملک اکرام کا بازو تھاما......

''ہیر تیرے کو پتا ہے میں زمین کاشت کرنے والا...... زمیندار ہوں مٹی میں سے سونا نکالتا ہوں۔ میں ایک بانجھ عورت کے ساتھ اب اور نہیں رہ سکتا...... میں نے تیری محبت میں بڑا صبر کیا مگر اب نہیں... اماں ٹھیک کہتی ہے میرے بعد کیا ہوگا......''

''پر ملک جی مٹی اور عورت میں کوئی تو فرق ہوتا ہوگا۔'' آنسو ملک اکرام کے سفید کلف زدہ کرتے کو بھگو رہے تھے۔

''ہیر بانجھ عورت مٹی برابر ہی ہو جاتی ہے اس لیے میں ملک اکرام علی باہوش و حواس تجھے طلاق دیتا ہوں، تجھے طلاق دیتا ہوں...... تجھے طلاق دیتا ہوں۔''

''نہیں......'' وہ ہڑ بڑا کر رنگیلے پلنگ سے اٹھی اس کی سانس دھونکنی کی طرح چل رہی تھی۔ کمرے میں ہلکا، ہلکا اندھیرا چھایا ہوا تھا سامنے دیوار پر ملک اکرام کی بڑی ساری تصویر لگی ہوئی تھی۔

ہیر کو یہ سمجھنے میں چند لمحے لگے کہ اس نے بہت برا خواب دیکھا ہے، وہ پلنگ سے نیچے اتری سورج غروب ہونے کو تھا وہ عصر کے وقت کچھ دیر آرام کرنے کی غرض سے لیٹ گئی تھی تب ہی اس کی آنکھ لگ گئی تھی۔

ہیر کی نظر سنہری گھڑی کی سوئیوں کی طرف گئی ملک جی کے آنے کا وقت ہونے والا تھا وہ جلدی سے تیار ہونے چل دی۔

اداس دل کے اندر اِک ننھی سی خوشی نرم و نازک کونپل کی طرح لہرا رہی تھی کہ وہ پیا من سہاگن ہے۔

ملک جی اس محرومی کے بعد بھی اس سے بے تحاشا پیار کرتے تھے انہوں نے اکلوتے ہونے اور رجو اور اماں کے بے حد اصرار کے باوجود بھی کبھی دوسری شادی کا ذکر نہیں کیا تھا۔ بلکہ ایک دو بار اپنی کمی کے ہاتھوں شرمندہ ہو کر اس نے انہیں دوسری شادی کا کہا تھا تو وہ کئی دن تک ہیر سے روٹھے رہے تھے...... سارا پنڈ اس پر رشک کرتا تھا کہ بانجھ کمہارن اور ملک جی کی بڑی گوڑی محبت ہے...... ورنہ دوسرا ویاہ کرنا پنڈ میں ملکوں کے لیے کیا بڑی بات تھی...... ہیر نے پیار سے سامنے لگی ملک جی کی تصویر کی طرف دیکھا تو اچانک اس کی نظر اس سے نیچے بنے سیف پر پڑ گئی...... وہاں چابی لگی ہوئی تھی۔

دوپہر کو ملک جی کچھ کاغذات نکال کر زمینوں پر

''اماں جانے اس جادوگرنی نے بھرا پر کیا تعویذ کروائے ہوئے ہیں سات سال بعد بھی بھرا اس کے آگے پیچھے پھرتا ہے...... میرے ویاہ کو تو ہوئے ہی دو سال اور دوبار امید سے بھی ہوئی مگر میری سنتا کون ہے۔''

ماں بیٹی کا سارا غصہ ہیر بچاری پر نشتر زنی کرتے اتر رہا تھا...... وہ پھر سے زاروقطار رونے لگی۔

تھکے اور دبے پاؤں سے وہ پانی کا گلاس لے کر رجو کی طرف بڑھی جو بڑی نخوت سے لے کر پی لیا گیا۔

''جا اندر دفعہ ہو جا، اپنا منحوس سایہ تو نے میری معصوم بچی پر بھی ڈال دیا اب اور کیا کرے گی۔''

رجو کے روتے کے باوجود بھی اس نے کبھی اس کے لیے بد دعا نہیں کی تھی۔ بلکہ وہ امید سے ہوئی تو اسے بڑی خوشی ہوئی تھی کہ چلو جب، جب رجو آئے گی حویلی میں رونق ہو جایا کرے گی...... ہیر بوجھل دل کے ساتھ اندر کمرے میں آگئی...... چوٹی کے بل یونہی کھلے پڑے تھے وہ ہلکے ہاتھوں سے ان میں بل ڈالنے لگی۔ ملک جی آنے والے تھے اور ان کے آنے سے پہلے اس نے اپنے موڈ کو نارمل کرنا تھا اس نے اماں اور رجو کی کوئی بات کبھی ملک اکرام کو نہیں بتائی تھی اس لیے وہ سمجھتا تھا کہ اس کی طرح گھر میں بھی اس مسئلے پر ہیر کو کوئی کچھ نہیں کہتا تھا۔

☆☆☆

''ہیر میں نے تیری محبت میں بڑا انتظار کیا...... مگر اب اور انتظار نہیں کر سکتا...... میری ہزاروں ایکڑ زمین، باپ دادا کا نام سب ختم ہو جائے گا۔ اس لیے میں نے طے کیا ہے۔''

''پر ملک جی......'' ہیر نے تڑپ کر ملک اکرام کا بازو تھاما......

''ہیر تیرے کو پتا ہے میں زمین کاشت کرنے والا...... زمیندار ہوں مٹی میں سے سونا نکالتا ہوں۔ میں ایک بانجھ عورت کے ساتھ اب اور نہیں رہ سکتا...... میں نے تیری محبت میں بڑا صبر کیا مگر اب نہیں... اماں ٹھیک کہتی ہے میرے بعد کیا ہوگا......''

''پر ملک جی مٹی اور عورت میں کوئی تو فرق ہوتا ہوگا۔'' آنسو ملک اکرام کے سفید کلف زدہ کرتے کو بھگو رہے تھے۔

''ہیر بانجھ عورت مٹی برابر ہی ہو جاتی ہے اس لیے میں ملک اکرام علی باہوش وحواس تجھے طلاق دیتا ہوں، تجھے طلاق دیتا ہوں...... تجھے طلاق دیتا ہوں۔''

''نہیں......'' وہ ہڑ بڑا کر رنگیلے پلنگ سے اٹھی اس کی سانس دھونکنی کی طرح چل رہی تھی۔ کمرے میں ہلکا، ہلکا اندھیرا چھایا ہوا تھا سامنے دیوار پر ملک اکرام کی بڑی ساری تصویر لگی ہوئی تھی۔

ہیر کو یہ سمجھنے میں چند لمحے لگے کہ اس نے بہت برا خواب دیکھا ہے، وہ پلنگ سے نیچے اتری سورج غروب ہونے کو تھا وہ عصر کے وقت کچھ دیر آرام کرنے کی غرض سے لیٹ گئی تھی تب ہی اس کی آنکھ لگ گئی تھی۔

ہیر کی نظر سنہری گھڑی کی سوئیوں کی طرف گئی ملک جی کے آنے کا وقت ہونے والا تھا وہ جلدی سے تیار ہونے چل دی۔

اداس دل کے اندر اِک ننھی سی خوشی نرم و نازک کونپل کی طرح لہرا رہی تھی کہ وہ پیا من سہاگن ہے۔

ملک جی اس محرومی کے بعد بھی اس سے بے تحاشا پیار کرتے تھے انہوں نے اکلوتے ہونے اور رجو اور اماں کے بے حد اصرار کے باوجود بھی کبھی دوسری شادی کا ذکر نہیں کیا تھا۔ بلکہ ایک دو بار اپنی کمی کے ہاتھوں شرمندہ ہو کر اس نے انہیں دوسری شادی کا کہا تھا تو وہ کئی دن تک ہیر سے روٹھے رہے تھے...... سارا پنڈ اس پر رشک کرتا تھا کہ بانجھ کمہارن اور ملک جی کی بڑی گوڑی محبت ہے...... ورنہ دوسرا ویاہ کرنا پنڈ میں ملکوں کے لیے کیا بڑی بات تھی...... ہیر نے پیار سے سامنے لگی ملک جی کی تصویر کی طرف دیکھا تو اچانک اس کی نظر اس سے نیچے بنے سیف پر پڑ گئی...... وہاں چابی لگی ہوئی تھی۔

دوپہر کو ملک جی کچھ کاغذات نکال کر زمینوں پر

چلے گئے تھے پانی کے وارے پر کوئی جھگڑا تھا اس لیے جلدی میں چابی لگی ہی چھوڑ گئے تھے...... ہیر کے پر تجسس قدم سیف کی طرف اٹھنے لگے۔

اس نے مہندی سے رچے ہاتھوں سے چابی گھمائی تو ہاتھوں میں پڑی چوڑیاں شور کرنے لگیں۔ وہ اسی طرح تیار رہتی تھی کہ ملک اکرام کی خواہش تھی کہ وہ اسے ہمیشہ سجے سنورے روپ میں دیکھنا چاہتے تھے۔

سیف کا چھوٹا سا دروازہ کھلا اندر ملک اکرام کی ریوالور، پیسے اور چند فائلیں پڑی نظر آئیں۔

فائل کے اوپر ایک سفید لفافہ رکھا تھا...... جانے کیوں اس نے وہ لفافہ اٹھا کر کھول لیا...... وہ کسی اسپتال کی رپورٹ تھی۔

اس نے پریشان ہو کر الٹ پلٹ کر دیکھا اس کی رپورٹ تو ملک صاحب نے وہیں پھاڑ دی تھی اور ان چار سالوں میں کبھی کوئی لمحہ ایسا نہیں تھا کہ جب وہ کبھی بیمار ہوئے ہوں...... پھر یہ کیا تھا۔

''یا اللہ خیر!'' اس نے ہولتے دل کے ساتھ لفافے کو کھول کر رپورٹ نکالی......

اور جیسے، جیسے وہ اسے پڑھتی گئی اس کا سر گھومتا چلا گیا اسے لگا ساری حویلی اس کے بستر پر آن گری ہو...... رپورٹ میں واضح طور پر لکھا ہوا تھا کہ ملک اکرام میں باپ بننے کی صلاحیت نہیں ہے اور وہ کبھی باپ نہیں بن سکتے...... لفافہ اس کے ہاتھوں سے گرتا چلا گیا کمرے میں کوئی داخل ہوا۔

''ہیر!'' اس نے اسے آواز دی۔

مگر وہ کچھ سننے والی حالت میں تھی ہی نہیں...... کالی چادر کو سر پر ڈالے وہ دیوانہ وار باہر کی طرف دوڑی۔

''ہیر میری بات سنو......'' پیچھے سے ملک اکرام کی آواز آئی مگر ایسا لگتا تھا کہ اگر وہ پیچھے مڑی تو پتھر کی ہو جائے گی۔ اس کے قدم کمہار علم دین کے گھر کی طرف بڑھ رہے تھے۔

☆☆☆

کالا کرتا کالی چادر اوڑھے ایک عورت کجاوے پر مٹی سے برتن بنانے میں مگن تھی وہ جلدی، جلدی مٹی گھولتی اس سے پیالے بناتی اور بھٹی میں رکھ دیتی۔

علم دین کمہار پچھلے سال فوت ہو گیا تھا اور اب اس کی جگہ بانجھ کمہارن سارے پنڈ کے برتن بناتی تھی وہ ایسے، ایسے شاہکار تیار کرتی کہ دیکھنے والے دنگ رہ جاتے تھے...... مٹی کو گول، گول گھماتے اس کے کانوں میں آوازوں کا اِک طوفان امڈ آیا تھا۔

''مرد کمہار ہوتا ہے اور عورت مٹی۔''

''ابا، عورت کمہار کیوں نہیں بن سکتی اس کے نصیب میں مٹی ہونا کیوں لکھا ہوتا ہے۔''

''میں نے رپورٹ وہیں پھاڑ دی' میرے لیے تم ہی کافی ہو......''

''نہ پتر ایسی گل نہ کر......''

''من کا پیالہ محبت کی بھٹی میں جتنا چاہے پکا لو جب وہ مرد کی بے وفائی اور بے اعتباری کے ہاتھوں چھن کر ٹوٹتا ہے تو...... عورت کمہارن بن جاتی ہے ...... اپنی من مرضی کرنے والی...... اور ساری عمر کا فاتح مرد مٹی ہو جاتا ہے۔''

ہیر اور ملک اکرام کے ساتھ بھی یہی ہوا تھا...... اِک جھوٹ نے ہر چیز کو خاک میں ملا دیا تھا ہیر سات سال تک لمحہ، لمحہ اس دکھ کو اپنی کوکھ میں پالتی رہی کہ وہ ماں بننے کے قابل نہیں ہے' وہ بانجھ ہے......

اگر ملک اکرام اسے سچ بھی بتا دیتا تب بھی اس کی محبت میں رتی برابر کمی نہیں آتی، عورت کم ظرف نہیں ہوتی کہ صرف اِک اولاد کے لیے مرد کو چھوڑ دے اس کے لیے تو یہی خوشی بہت ہوتی ہے کہ وہ بانجھ نہیں ہے۔

ملک اکرام بغیر کسی مجبوری اور محرومی کے اس سے پیار کرتا، وہ پیا من سہاگن ہے مگر نہیں اِک جھوٹ نے ساری بساط پلٹ دی تھی اور اب ہیر کمہارن تھی بانجھ کمہارن اور ملک اکرام جیسا مرد مٹی ہو چکا تھا۔